روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
بدھ یکم اپریل 2015ء 11 جمادی الثانی 1436 ہجری یکم شہادت 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 74

اس کے ہوگئے

جن کو نشان حضرت باری ہوا نصیب
وہ اس جناب پاک سے ہر دم ہوئے قریب

کھینچے گئے کچھ ایسے کہ دنیا سے سوگئے
کچھ ایسا نور دیکھا کہ اس کے ہی ہوگئے

(درثمین)

حضرت مسیح موعود نے بے شمار اشتہارات شائع فرمائے جو ہمدردئ مخلوق اور اصلاح دنیا کا درد ظاہر کرتے ہیں

دین کے غلبہ کے لئے اخلاق کی درستی، اطاعت، قربانی اور روحانیت میں ترقی کرنا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے نہ کبھی ہمیں پہلے چھوڑا ہے اور نہ کبھی چھوڑے گا بشرطیکہ ہم سچے دل کے ساتھ اس سے چمٹے رہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مارچ 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مارچ 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی آمد کے مقصد کی جن پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک اشاعت دین کے لئے اشتہارات کی اشاعت بھی ہے۔ آپ نے اپنے دعویٰ سے لے کر وفات تک بے شمار اشتہارات شائع کئے، اور یہ سب اشتہارات مذہبی دنیا کا ایک خزانہ ہیں۔ آپ اکیلے یہ کام خاص محنت سے کرتے تھے۔ یہ اشتہارات بھی آپ کی مخلوق کے لئے ہمدردی اور دنیا کی اصلاح کا درد ظاہر کرتے ہیں۔ اصلاح دنیا کے اسی درد کو قائم رکھنا اور اس کام کو آگے چلانا آپ کی جماعت کے اب افراد کا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں اشتہارات کے ذریعہ سے ہی دعوت الی اللہ ہوا کرتی تھی اور ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔ اس دور میں 2 ہزار کی تعداد میں اشاعت بھی بہت زیادہ تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب دو تین لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں تو حرکت پیدا ہوگی۔ فرمایا کہ اس سلسلہ میں بعض جماعتوں نے کام کیا اور بہت مثبت نتائج نکلے ہیں۔

حضور انور نے حضرت مصلح موعود کے ارشادات پیش فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے جماعت میں شامل ہونے والے تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ دنیا میں ترقیات کے ذرائع اور ہیں اور دین میں ترقی کے ذرائع بالکل اور ہیں۔ دین کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اخلاق کی درستی کی جائے، قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کیا جائے، نمازیں پڑھی جائیں تا کہ روحانیت میں ترقی ہو، روزے رکھے جائیں، اللہ تعالیٰ پر توکل پیدا کیا جائے، اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا جائے۔ فرمایا کہ ضرورت کے موقع پر جھوٹ بول لینا، دھوکا فریب کرنا، چال بازی سے کام لینا اور غیبت، چغلی سے فائدہ اٹھالینا، اور پھر تم یہ امید رکھو کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو جائے، یاد رکھو تمہیں ہرگز وہ کامیابی حاصل نہیں ہوگی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی ایمانداری اور روحانیت کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ بعض واقعات پیش فرمائے جن کا تعلق حضرت مسیح موعود کی زندگی اور جماعت احمدیہ کے ابتدائی حالات سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر صبح جو چڑھتی اپنے ساتھ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی اور ہر شام جو پڑتی اپنے ساتھ تازہ ابتلاء اور تازہ ذمہ داریاں لاتی مگر خدا کی نصرت کی نسیم سب فکروں کو خس وخاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیتی اور وہ بادل جو ابتدائے سلسلہ کی عمارت کی بنیادوں کو اکھاڑ کر پھینک دینے کی دھمکیاں دیتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں رحمت اور فضل کے بادل ہو جاتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج بھی گو بعض ممالک میں احمدیوں کے حالات تنگ ہیں لیکن اس کے باوجود کسمپرسی کی وہ حالت نہیں ہے۔ مالی لحاظ سے اور باقی انتظامات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بہتر ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں احمدیت پہنچ چکی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید کشائش پیدا ہو رہی ہے اور اگر بعض مشکلات ہوتی بھی ہیں تو خدا کی آواز آج بھی ہمارا سہارا بنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نہ کبھی ہمیں پہلے چھوڑا ہے اور نہ کبھی چھوڑے گا بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ چمٹے رہیں۔ ہر قربانی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو لئے ایک نیا راستہ ہمیں دکھاتی ہے۔

حضور انور نے حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حفاظت الٰہی اور خدا تعالیٰ کے آپ کے ساتھ پیار و محبت کے سلوک کے دو واقعات بیان کئے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں، خالص اور چمکتی ہوئی توحید کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ حضور انور نے آخر پر مکرم نعمان احمد انجم صاحب رفاہ عام کراچی کی راہ مولیٰ میں قربانی اور مکرم فاروق احمد خان صاحب نائب امیر ضلع پشاور کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ کیا اور نماز جمعہ کے بعد مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

حضور انور کے خطبہ جمعہ کے وقت کی تبدیلی

لندن میں اوقات کی تبدیلی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مؤرخہ 3/اپریل 2015ء سے پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر 5 بجے نشر ہوا کرے گا۔ احباب نوٹ فرمالیں اور اس روحانی مائدہ سے فیض یاب ہوں۔

(ایڈیشنل نظارت اشاعت ایم ٹی اے)

عہدوں کی پابندی کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''امانت و دیانت اور عہد کی پابندی یہ ایک ایسا خلق ہے جس کی آج ہمیں ہر طبقے میں، ہر ملک میں، ہر قوم میں کسی نہ کسی رنگ میں کمی نظر آتی ہے اور اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بظاہر جو ایماندار نظر آتے ہیں، عہدوں کے پابند نظر آتے ہیں، جب اپنے مفاد ہوں تو نہ امانت رہتی ہے نہ دیانت رہتی ہے، نہ عہدوں کی پابندی رہتی ہے۔ دو معیار اپنائے ہوئے ہیں لیکن ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے، اپنے اسوہ سے، اپنی امت کو ان باتوں کی پابندی کرتے ہوئے عمل کرنے کی نصیحت فرماتے رہے اور امانت و دیانت اور عہدوں کی پابندی کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔ اب وہی معیار ہیں جن پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کا قرب پاسکتا ہے۔ اس سے باہر کوئی چیز نہیں''۔

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 416)

درخواست دعا

مختلف جگہوں پر بعض احمدی افراد مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

خطبہ جمعہ

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کی اہمیت، نماز باجماعت کا التزام، افواہوں کے پھیلانے سے باز رہنے، وقت کے ضیاع سے بچنے، سیر کی باقاعدگی وغیرہ متفرق امور سے متعلق حضرت مصلح موعود کے حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرت و فرمودات سے متعلق بیان فرمودہ مختلف واقعات کا دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ اور احباب جماعت کو نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 فروری 2015ء بمطابق 6 تبلیغ 1394 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت مسیح موعود کی کتب کے پڑھنے کے منفی اور مثبت اثرات جس طرح جس سوچ کے ساتھ انسان پڑھتا ہے اسی طرح کے اثرات قائم ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ

مجھے ایک واقعہ یاد ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ بیان فرما رہے تھے کہ ڈیبیٹنگ سوسائٹیز (debating societies) جو ڈیبیٹ (debate) کرتی ہیں اور بلاوجہ ایک مقرر حق میں بولتا ہے، دوسرا خلاف بولتا ہے۔ اس سے بعض دفعہ سوچوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ جو بھی بولنے والے ہیں وہ وہ نہیں کہہ رہے ہوتے جو ان کے دل میں ہوتا ہے بلکہ ایک مقابلے کی صورت ہوتی ہے جس میں بولنا ہوتا ہے۔ تو بہرحال اس کا بیان فرماتے ہوئے کہ یہ باتیں بعض دفعہ ایمان میں خرابی کا باعث بن جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے حضرت مسیح موعود کو سنایا کہ مولوی بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود کے بہت مؤید تھے اور کہتے ہیں کہ مَیں بہت مخالف تھا۔ (یعنی مولوی محمد احسن صاحب بہت مخالف تھے۔) مولوی بشیر صاحب ہمیشہ دوسروں کو براہین احمدیہ پڑھنے کی تلقین کرتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ شخص مجدد ہے جس نے یہ کتاب لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ آخر مَیں نے ان سے کہا (مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی بشیر صاحب کو کہا) کہ آؤ مباحثہ کر لیتے ہیں کہ آیا یہ مجدّد ہیں کہ نہیں۔ لیکن مباحثے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ تو چونکہ مؤید ہیں تائید کرنے والے ہیں آپ مخالفانہ نقطۂ نگاہ سے کتابیں پڑھیں اور میں مخالف ہوں اس لئے میں موافقانہ نقطہ نگاہ سے پڑھوں گا۔ اور سات آٹھ دن کتابوں کے مطالعہ کے لئے مقرر ہو گئے اور دونوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مَیں جو مخالف تھا (مولوی محمد احسن صاحب کہتے ہیں کہ مَیں جو مخالف تھا) احمدی ہو گیا اور وہ جو قریب تھے بالکل دُور چلے گئے۔ مولوی احسن صاحب کی سمجھ میں بات آ گئی اور بشیر صاحب کے دل سے ایمان جاتا رہا۔ اس پر اپنی رائے دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ علم النفس کے رو سے ڈیبیٹس (debates) کرنا سخت مضر ہے اور بعض اوقات سخت نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے باریک مسائل ہیں جن کو سمجھنے کی ہر مدرّس اہلیت نہیں رکھتا۔

(ماخوذ از الفضل 11 مارچ 1939ء صفحہ 8 نمبر 58 جلد 27)

پس اچھی بات میں بھی اگر تنقید کی نظر سے، اعتراض کی نظر سے مطلب نکالنے کی کوشش کریں تو وہی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتب پر بہت سے لوگ اس لئے اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پڑھتے ہی اعتراض کرنے کے لئے ہیں اور پھر سیاق وسباق سے بھی نہیں ملاتے کہ ہم نے پڑھا یہ لکھا ہوا ہے اور وہ لکھا ہوا ہے۔ تو یہ کچھ نئی چیز نہیں ہے۔ اعتراض کرنے والے تو خدا تعالیٰ کے کلام میں بھی اعتراض نکال لیتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ یہ مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے لیکن اعتراض کرنے والے جو ہیں، ظالم لوگ جو ہیں ان کو یہ خسارے میں ڈالتا ہے، نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں اور مزید اعتراض خدا تعالیٰ کی ذات پر کرنا شروع کر دیتے ہیں، (دین) پر کرنا شروع کر دیتے ہیں، مذہب کی ضرورت پر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس چاہے خدا تعالیٰ کا کلام ہی کیوں نہ ہو اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا جب تک پاک دل ہو کر پڑھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

پھر نماز کی اہمیت کے بارے میں حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعود کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ مقدمے کی پیروی کے لئے گئے اور مقدمے کے پیش ہونے میں دیر ہو گئی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ باوجود لوگوں کے منع کرنے کے نماز کے لئے چلے گئے اور جانے کے بعد ہی مقدمہ کی پیروی کے لئے بلائے گئے مگر آپ عبادت میں مشغول رہے۔ اس سے فارغ ہوئے تو عدالت میں آئے۔ حسب قاعدہ جو حکومت کا قاعدہ ہے، عدالت کا جو قاعدہ ہے چاہئے تو یہ تھا کہ مجسٹریٹ آپ کے خلاف یکطرفہ ڈگری کر دیتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ بات ایسی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجسٹریٹ کی توجہ اس طرف کروائی کہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں عبادت کر رہے ہیں اور اس نے آپ کی غیر حاضری کو نظرانداز کر کے فیصلہ آپ کے حق میں یا آپ کے والد صاحب کے حق میں کر دیا۔

(ماخوذ از دعوۃ الامیر۔ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 575)

اپنے تو مقدمے ہوتے نہیں تھے۔ جائیدادوں کے مقدمے تھے۔ اگر کبھی مجبوری سے جانا پڑے تو والد صاحب کی وجہ سے ہی جایا کرتے تھے۔

پھر ایک جگہ نماز باجماعت کی مزید اہمیت اور حضرت مسیح موعود کے طریق کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ کس طرح ہمیں نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ''نماز باجماعت کی ایک یہ ترکیب ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کرا لی جائے۔ عادت نہ ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز کی قیمت لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی۔ کیونکہ باجماعت نماز کی عادت نہیں ہے اس لئے یہ اندازہ ہی نہیں رہا کہ باجماعت نماز کی کس قدر قیمت ہے۔ اس عادت کو ترک کر کے یعنی جو علیحدہ نماز پڑھنے کی عادت ہے اس کو ترک کر کے نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے (بیت) میں نہ جا سکتے تھے تو گھر میں ہی جماعت کرا لیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے۔ والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں۔ پس اوّل تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو یہ موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرا لیا کرے۔ ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں شہر بڑا ہو۔ دوست دور دور رہتے ہوں۔ وہاں محلے دار جو ہیں ان کو جماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں (بیوت) نہیں ہیں وہاں (بیوت) بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔''

(بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 493)

بہرحال نماز باجماعت کی اہمیت یہ ہے کہ اگر گھروں میں بھی ہوں تو بچوں کو ساتھ ملا کر نماز پڑھا کریں تا کہ بچوں میں بھی نماز باجماعت کا احساس رہے۔

پھر حضرت مسیح موعود نے اس بات کی بڑی تلقین فرمائی کہ نماز اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ پڑھا

کریں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 433۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود نے اس بارے میں فرمایا کہ: ''تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھ'' نماز پڑھنا ''ایک انتہا درجہ کی خوبصورت چیز ہے مگر جب ہم اپنی غفلت اور نادانی کی وجہ سے اس کو چھانٹتے چلے جائیں تو وہ بے فائدہ اور لغو چیز بن جاتی ہے۔'' (نماز کی خوبصورتی اس کو سنوار کر پڑھنے میں ہے لیکن اگر سنوار کر نہ پڑھیں تو پھر وہ لغو چیز ہو جاتی ہے) ''اور ایسی نماز کبھی بابرکت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ لوگ نماز اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح مرغ ٹھونگے مار کر دانے چگتے ہیں۔ ایسی نماز یقیناً کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی بلکہ بعض دفعہ ایسی نماز لعنت کا موجب بن جاتی ہے۔

(ماخوذ از الفضل 20 مئی 1939ء صفحہ 4 جلد 27 نمبر 115)

ایک دفعہ کسی نے حضرت مصلح موعود کو شکایت کی کہ ماتحت ہمیں سلام نہیں کرتے یا چھوٹے جو ہیں وہ بڑوں کو سلام نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ''سلام کرنے کا حکم دونوں کے لئے یکساں ہے۔'' ایک جیسا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ''میں نے حضرت مسیح موعود سے ایک شعر سنا ہوا ہے کہ

وہ نہ آئے تو تُو چل اے میؔر — تیری کیا اس میں شان گھٹتی ہے''

فرماتے ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ایک بھائی نہیں مانتا تو کیوں نہ ہم خود اس پر عمل کر لیں۔ پس اگر شکایت درست ہے تو یہ فعل عقل کے خلاف اور اَخلاق سے گرا ہوا ہے۔ یہ کہیں حکم نہیں کہ سلام صرف چھوٹا کرے، بڑا نہ کرے۔ اگر ماتحت نے نہیں کیا تو افسر خود پہل کر دے۔ فرماتے ہیں کہ میرا اپنا یہ طریق ہے کہ جب خیال کرتا ہوں تو میں خود پہلے سلام کہہ دیتا ہوں۔ بعض دفعہ خیال نہیں ہوتا تو دوسرے کہہ دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں ایسی باتوں میں ناظروں کو اعتراض کرنے کی بجائے خود نمونہ بننا چاہئے۔ (خطبات محمود جلد 22 صفحہ 173)

پس ہمارے ہر عہدیدار کو چاہے وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں، چاہئے کہ اپنے نمونے قائم کریں۔ سلام کرنے میں پہل کریں۔ ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔ بعض بڑے یا عہدیدار ایسے بھی ہیں جو سلام کا جواب بھی مشکل سے دیتے ہیں ایسی بھی شکایتیں میرے پاس آتی ہیں۔ تو افسروں کو اگر شکوہ ہے تو لوگوں کو بھی شکوہ ہوتا ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیتے یا اتنی ہلکی (آواز سے) منہ میں دیتے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آتی یا ایسی بے اعتنائی سے دے رہے ہوتے ہیں کہ لگتا ہے کیا مصیبت پڑ گئی۔ بہرحال جماعت کے اندر ہر طبقے کو سلام کو رواج دینا چاہئے۔ یہ حدیث بھی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون ...... حدیث نمبر 194)

پھر حضرت مسیح موعود کی مخالفت آپ کے زمانے میں کس طرح لوگ کیا کرتے تھے اس کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ بیان فرماتے ہیں کہ ''اکتوبر 1897ء میں آپ کو ایک شہادت پر ملتان جانا پڑا۔ وہاں سے شہادت دے کر جب واپس تشریف لائے تو کچھ دنوں کے لئے لاہور بھی ٹھہرے۔ یہاں جن جن گلیوں سے آپ گزرتے ان میں لوگ آپ کو گالیاں دیتے اور پکار پکار کر برے الفاظ آپ کی شان میں نکالتے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی اور مَیں بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں اس مخالفت کی جو لوگ آپ سے کرتے تھے وجہ تو نہیں سمجھ سکتا تھا اس لئے یہ دیکھ کر مجھے سخت تعجب آتا کہ جہاں سے بھی آپ گزرتے ہیں لوگ آپ کے پیچھے کیوں تالیاں پیٹتے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ایک ٹُنڈا شخص جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور بقیہ ہاتھ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ نہیں معلوم ہاتھ کے کٹنے کا ہی زخم باقی تھا یا کوئی نیا زخم تھا۔ بہرحال وہ زخمی ہاتھ تھا۔ وہ بھی لوگوں میں شامل ہو کر غالباً مسجد وزیر خان کی سیڑھیوں پر کھڑا تالیاں پیٹتا تھا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتا تھا اور دوسروں کے ساتھ مل کر شور مچا رہا تھا کہ ہائے ہائے مرزا نٹھ گیا۔ یعنی میدان مقابلہ سے فرار ہو گئے۔ نعوذ باللہ۔ اور مَیں اس نظارے کو دیکھ کر سخت حیران تھا خصوصاً اس شخص پر جس کا ہاتھ ہی نہیں ہے اور وہ تالیاں بجانے کی کوشش کر رہا ہے اور دیر تک گاڑی سے سر نکال کر اس شخص کو دیکھتا رہا۔ لاہور سے پھر حضرت مسیح موعود قادیان تشریف لے آئے۔''

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 360)

ایک مقدمے میں مجسٹریٹ کی یہ پکی نیت تھی بلکہ اس سے عہد لیا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کو ضرور سزا دینی ہے۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ فرمایا۔ آپ نے پہلے تمہید باندھی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی تو ان کی تعداد سات سو تھی۔ صحابہ نے خیال کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے مردم شماری کرائی ہے کہ آپ کو خیال ہے کہ دشمن ہمیں تباہ نہ کر دے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں۔ کیا اب بھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کوئی ہمیں تباہ کر سکے گا۔ یہ کیا شاندار ایمان تھا کہ وہ سات سو ہوتے ہوئے یہ خیال تک بھی نہیں کر سکتے تھے کہ دشمن انہیں تباہ کر سکے گا۔ (آپ نے واقعہ کو بیان کر کے فرمایا کہ) ایمان کی طاقت بہت بڑی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ گورداسپور میں تھے۔ مَیں (یعنی حضرت مصلح موعود) وہاں تو تھا لیکن اس مجلس میں نہ تھا جس میں یہ واقعہ ہوا۔ مجھے ایک دوست نے جو اس مجلس میں تھے سنایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور بعض دوسرے احمدی بہت گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ فلاں مجسٹریٹ جس کے پاس مقدمہ ہے لاہور گیا تھا۔ آریوں نے اس پر بہت زور دیا کہ مرزا صاحب ہمارے مذہب کے سخت مخالف ہیں ان کو ضرور سزا دو خواہ ایک ہی دن کی کیوں نہ ہو۔ یہ تمہاری قومی خدمت ہو گی اور وہ ان سے وعدہ کر کے آیا ہے کہ مَیں ضرور سزا دوں گا۔ حضرت مسیح موعود نے یہ بات سنی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ یہ سن کر آپ کہنی کے بل ایک پہلو پر ہو گئے اور فرمایا خواجہ صاحب! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کیا کوئی خدا تعالیٰ کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مجسٹریٹ کو یہ سزا دی کہ پہلے تو اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا۔ پھر اس کا تنزل ہو گیا۔ یعنی وہ ای ایس سی سے منصف بنا دیا گیا اور فیصلہ دوسرے مجسٹریٹ نے آ کر کیا۔ تو ایمان کی طاقت بڑی زبردست ہوتی ہے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پس جماعت میں نئے لوگوں کے شامل ہونے کا اس صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے کہ شامل ہونے والوں کے اندر ایمان اور اخلاص ہو۔ صرف تعداد میں اضافہ کسی خوشی کا باعث نہ ہو۔ اگر کسی کے گھر میں دس سیر دودھ ہو تو اس میں دس سیر پانی ملا کر وہ خوش نہیں ہو سکتا کہ اب اس کا دودھ بیس سیر ہو گیا۔ خوشی کی بات یہی ہے کہ دودھ ہی بڑھا دیا جائے اور دودھ ڈال کے دودھ بڑھانے میں ہی فائدہ ہے۔

(بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 294-293)

پس چاہے وہ نئے ہیں یا پرانے ہمیں اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے کی طرف کوشش کرنی چاہئے۔ اگر وہ سات سو کا ایمان ایسا تھا کہ ان کا خیال تھا کہ دنیا کا کوئی (دشمن) ہمیں شکست نہیں دے سکتا اور دنیا نے دیکھا کہ نہیں دی۔

اسی مقدمے کے بارے میں ایک جگہ آپ مزید فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی یہ عادت تھی کہ وہ بہت لمبی بات کرتے تھے۔ انہوں نے کہا حضور! مجسٹریٹ ضرور قید کر دے گا اور سزا دے گا۔ بہتر ہے کہ فریق ثانی سے صلح کر لی جائے۔ حضرت مسیح موعود نے کہنیوں پر سہارا لے کر بیٹھ کر فرمایا۔ خواجہ صاحب خدا تعالیٰ کے شیر پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان بات نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کا شیر ہوں۔ وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو مجسٹریٹوں میں سے جو اس مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر تھے ایک کا لڑکا پاگل ہو گیا۔ اس کی بیوی نے اسے لکھا (گو وہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا مامور تو نہیں مانتی تھی لیکن اس نے لکھا) کہ تم نے ایک (-) فقیر کی ہتک کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایک لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔ اب دوسرے کے لئے ہشیار ہو جاؤ۔ وہ مجسٹریٹ چونکہ پڑھا لکھا تھا اس نے کہا کیا جاہلانہ باتیں میری بیوی کر رہی ہے۔ اسے ایسی باتوں پر یقین نہیں ہوتا تھا۔ اس نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا دوسرا لڑکا دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ وہ دریائے راوی پر گیا تھا وہاں نہا رہا تھا کہ مگرمچھ نے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ اس طرح وہ بھی ختم ہو گیا۔ اس مجسٹریٹ کی حضرت مسیح موعود کو تنگ کرنے کی انتہا یہ تھی، اس قدر تنگ کیا کرتا تھا کہ مقدمے کے

دوران سارا وقت آپ کو کھڑا رکھتا۔ اگر پانی کی ضرورت محسوس ہوتی تو پانی پینے کی اجازت نہ دیتا۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب نے پانی پینے کی اجازت بھی مانگی مگر اس نے اجازت نہ دی۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد اول صفحہ 429-428)

ایک دوسرا مجسٹریٹ بھی تھا جو اس کے بعد گیا، وہ بھی معطل ہو گیا جیسا کہ ذکر آیا ہے۔ بہرحال یہ دونوں لوگ جو تھے وہ بڑے سخت ظلم پر آمادہ تھے اور پھر انہوں نے اپنا انجام بھی دیکھا۔ اس مجسٹریٹ کے انجام کی حالت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دہلی جا رہا تھا کہ لدھیانہ کے سٹیشن پر مجھے ملا۔ وہ مجسٹریٹ جس نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا لدھیانے کے سٹیشن پر حضرت مصلح موعود کو ملا اور بڑے الحاح سے بڑے درد سے کہنے لگا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دے۔ مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں پاگل نہ ہو جاؤں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ یہ آیات بینات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے انبیاء کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 360-359)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ رستم کے گھر چور آ گیا۔ رستم بیشک بہت بہادر تھا مگر اس کی شہرت فنونِ جنگ میں تو تھی۔ وہ جنگ کرنے میں تو ماہر تھا۔ تلوار چلانی خوب جانتا تھا لیکن ضروری نہیں ہے کہ جو جنگ کا ماہر ہو وہ کُشتی کرنے میں بھی ماہر ہو۔ بہرحال چور آ گیا اس نے چور کو پکڑنے کی کوشش کی۔ چور کُشتی لڑنا جانتا تھا۔ اس نے رستم کو نیچے گرا دیا۔ جب رستم نے دیکھا کہ اب تو میں مارا جاؤں گا تو اس نے کہا آ گیا رستم۔ چور نے جب یہ آواز سنی تو فوراً اسے چھوڑ کر بھاگا۔ غرض چور رستم کے ساتھ تو لڑتا رہا بلکہ اسے نیچے گرا لیا مگر رستم کے نام سے ڈر کر بھاگا۔ اس حوالے سے آپ نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ بعض دفعہ بعض لوگ ایسی افواہیں پھیلا دیتے ہیں جس سے لوگوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی کے گھر میں آگ لگی ہو تو ٹھیک ہے وہ بجھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس پر اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا یہ خبر سن کر ہوتا ہے کہ اس کے گھر کو آگ لگ گئی اور وہ وہاں موجود نہیں تھا۔

(ماخوذ از بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 277)

پھر آپ نے فرمایا کہ کسی جگہ بموں کا پڑنا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا یہ شور پڑ جانا کہ بم پڑ رہے ہیں۔ تو غلط افواہیں جو ہیں بعض دفعہ بزدلی پیدا کر دیتی ہیں۔ **پس اپنی بہادری اور جرأت کو قائم کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ غلط افواہوں کو پھیلنے سے روکا جائے اور اس کا مقابلہ کیا جائے۔**

(ماخوذ از بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 276)

رستم کو چور نے قابو کر لیا لیکن اس کے نام کا خوف تھا تو اس نام سے دوڑ گیا۔ اسی طرح بعض دفعہ افواہیں جو ہیں غلط رنگ میں ماحول کو خوفزدہ کر دیتی ہیں اس لئے ہمیشہ افواہوں سے بھی بچنا چاہئے اور ایسے حالات میں جرأت کا مظاہرہ بھی کرنا چاہئے۔

یہ جو مقدمہ کرم دین تھا۔ اس کے بارے میں بھی فرماتے ہیں۔ 1902ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود پر ایک شخص کرم دین نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا اور جہلم کے مقام پر عدالت میں حاضر ہونے کے لئے آپ کے نام سمن جاری ہوا۔ چنانچہ آپ جنوری 1903ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ یہ سفر آپ کی کامیابی کے شروع ہونے کا پہلا نشان تھا کہ گو آپ ایک فوجداری مقدمے کی جوابدہی کے لئے جا رہے تھے لیکن پھر بھی لوگوں کے ہجوم کا یہ حال تھا کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت آپ جہلم کے سٹیشن پر اترے ہیں اس وقت وہاں اس قدر انبوہ کثیر تھا کہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہونے کی جگہ نہ رہی بلکہ سٹیشن کے باہر بھی دو رویہ سڑکوں پر لوگوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ گاڑی کا گزرنا مشکل ہو گیا تھا۔ حتی کہ افسران ضلع کو انتظام کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑا اور غلام حیدر صاحب تحصیلدار اس سپیشل ڈیوٹی پر لگائے گئے۔ آپ حضرت صاحب کے ساتھ نہایت مشکل سے راستہ کراتے ہوئے گاڑی کو لے گئے کیونکہ شہر تک برابر ہجوم خلائق کے سبب راستہ نہ ملتا تھا۔ اہل شہر کے علاوہ ہزاروں آدمی دیہات سے بھی آپ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ قریباً ایک ہزار آدمی نے اس جگہ بیعت کی اور جب آپ عدالت میں حاضر ہونے کے لئے گئے تو اس قدر مخلوق کارروائی مقدمہ سننے کے لئے موجود تھی کہ عدالت کو انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔ دور میدان تک لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ (بہرحال) پہلی پیشی میں آپ بری کئے گئے اور مع الخیر واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 366)

بہرحال اس کے بعد جس طرح کہ آپ نے ذکر کیا تعداد بھی بڑھنی شروع ہو گئی۔ 1903ء سے آپ کی ترقی حیرت انگیز طریق سے شروع ہو گئی اور بعض دفعہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو آدمی بیعت کے خطوط لکھتے تھے اور آپ کے پیرو اپنی تعداد میں ہزاروں لاکھوں تک پہنچ گئے۔ ہر قسم کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ سلسلہ بڑے زور سے پھیلنا شروع ہو گیا اور آپ کی زندگی میں ہی یہ پنجاب سے نکل کر دوسرے صوبوں اور پھر دوسرے ملکوں میں بھی پھیلنا شروع ہو گیا۔

(ماخوذ از بعض اہم اور ضروری امور۔ انوار العلوم جلد 16 صفحہ 276)

اللہ تعالیٰ گستاخی کی سزا کس طرح دیتا ہے۔ ایک تو مجسٹریٹ کا واقعہ سنا۔ ایک اور واقعہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ "ہم ایک دفعہ لکھنؤ گئے وہاں ایک سرحدی...... تھا جو ہماری جماعت کا شدید مخالف تھا۔ اس نے ہمارے آنے کے بعد ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود کے ایک واقعہ کو اس نے نہایت تحقیر کے طور پر بیان کیا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود دلّی گئے۔ وہاں ہمارے ایک رشتے کے ماموں مرزا حیرت دہلوی تھے۔ انہیں ایک دن شرارت سوجھی اور وہ جعلی انسپکٹر پولیس بن کر آ گئے اور حضرت مسیح موعود کو ڈرانے کے لئے کہنے لگے کہ میں انسپکٹر پولیس ہوں اور مجھے حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو نوٹس دوں کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں ورنہ آپ کو نقصان ہو گا۔ حضرت مسیح موعود نے تو اس کی طرف توجہ نہ دی مگر بعض دوستوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ یہ کون شخص ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اس واقعہ کو...... سرحدی نے جو غیر (از جماعت) (-) تھا اس رنگ میں بیان کیا کہ دیکھو وہ خدا کا نبی بنا پھرتا ہے مگر وہ دلی گیا تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا" (حالانکہ یہ بھی بات بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود اس وقت نیچے دالان میں، گھر کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔)...... حضرت مسیح موعود کے بارے میں کہتا ہے کہ "جب اس نے سنا کہ انسپکٹر پولیس آیا ہے تو ایسا گھبرایا کہ سیڑھیوں سے اترتے وقت اس کا پیر پھسلا اور وہ منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر بڑے قہقہے لگائے اور بڑے ہنستے رہے لیکن اس بات کے بعد واقعہ کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ پکڑ کس طرح کرتا ہے۔ اسی رات...... کو خدا تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ وہ اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ رات کو کسی کام کے لئے اٹھا اور چونکہ اس چھت کی کوئی منڈیر نہیں تھی اور نیند سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اس کا ایک پاؤں چھت سے باہر جا پڑا اور وہ دھڑام سے نیچے آ گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر اس کو غیب کا پردہ نہ ہونے کی صورت میں پتا ہوتا کہ مجھے گستاخی کی یہ سزا ملے گی تو کبھی گستاخی نہ کرتا بلکہ آپ پر ایمان لے آتا گو ایسا ایمان اس کے کسی کام نہ آتا کیونکہ جب غیب ہی نہ رہا تو ایمان کا کیا فائدہ۔ ایمان تو اسی وقت آتا ہے جب کچھ غیب پر بھی ایمان لایا جائے۔ ایمان تو وہی کارآمد ہو سکتا ہے جو غیب کی حالت میں ہو۔ ثواب یا عذر سامنے نظر آنے پر تو ہر کوئی ایمان لا سکتا ہے۔" (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 23)

بہرحال اس سے یہ بات بھی اس کا انجام دیکھنے والوں پر ظاہر ہو گئی کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ تمسخر کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

آج جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخرانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں یا بیہودہ گوئیاں کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی ہیں۔ کیا آپ کے بارے میں لوگوں کی بیہودہ گوئیوں کو اللہ تعالیٰ یونہی جانے دے گا؟ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو دنیا میں بھی عبرت کا نشان بناتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا علاج (-) کو ہاتھ سے نہیں یا بندوق سے نہیں کرنا بلکہ دعاؤں کے ذریعہ سے کرنا چاہئے۔ لیکن اس کا بھی حقیقی ادراک احمدیوں کو ہی ہے۔ اس لئے جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اپنے دردوں کو دعاؤں میں ڈھالنا چاہئے اور ان دنوں میں خاص طور پر دعا کرنی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود اس واقعہ کا جو پہلے مولوی کا بیان ہو چکا ہے، ذکر کرتے ہوئے آگے مزید فرماتے ہیں کہ ’’بہت سے لوگ ایسے تھے جو کہتے تھے کہ مرزا صاحب کو کوڑھ ہو جائے گا۔ خدا نے انہیں ہی کوڑھ میں مبتلا کر دیا۔ بہت کہتے تھے کہ مرزا صاحب کو طاعون ہو جائے گا۔ خدا نے یہ کہنے والوں کو طاعون سے ہلاک کیا۔ جب ہزاروں مثالیں اس قسم کی موجود ہیں تو ہم کہاں تک انہیں اتفاقات پر محمول کریں۔ پس اپنے اندر ایسی پاک تبدیلی پیدا کرو کہ دنیا اسے محسوس کرے۔ تمہاری حالت یہ ہو کہ تمہارے تقویٰ وطہارت تمہاری دعاؤں کی قبولیت اور تمہارے تعلق باللہ کو دیکھ کر لوگ اس طرف کھنچے چلے آویں۔ یاد رکھو کہ احمدیت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے ذریعہ سے ہوگی اور آپ لوگ اس مقام پر یا اس کے قریب تک پہنچ جائیں گے تو پھر اگر آپ باہر بھی قدم نہ نکالیں گے بلکہ کسی پوشیدہ گوشے میں بھی جا بیٹھیں گے تو وہاں بھی لوگ آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔‘‘

(ماخوذ از جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب۔ انوار العلوم جلد12 صفحہ 86)

اور انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت میں داخل ہوں گے۔

ایک واقعہ کا ذکر آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود سیالکوٹ میں گئے تو (-) نے فتویٰ دیا کہ جو اُن کے لیکچر میں جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتوے کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ راستوں پر پہرے لگا دیئے گئے تا کہ لوگوں کو جانے سے روکیں۔ سڑکوں پر پتھر جمع کر لئے گئے کہ جو نہ رکے گا اسے ماریں گے۔ پھر جلسہ گاہ سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لے جاتے تھے کہ لیکچر نہ سنیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک بی ٹی صاحب تھے جو اس وقت سیالکوٹ میں سٹی انسپکٹر تھے اور پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی ہو گئے تھے۔ وہاں پر امن قائم کرنے کے لئے یا نگرانی کرنے کے لئے ان کا انتظام تھا۔ بہرحال فرماتے ہیں جب لوگوں نے بہت شور مچایا اور فساد کرنا چاہا تو چونکہ حضرت صاحب کی تقریر انہوں نے یعنی بی ٹی صاحب نے، انسپکٹر پولیس نے بھی سنی تھی۔ وہ حیران ہو گئے کہ اس تقریر میں حملہ تو آریوں اور عیسائیوں پر کیا گیا ہے اور جو کچھ مرزا صاحب نے کہا ہے اگر وہ (-) کے خیالات کے خلاف بھی ہو تو بھی اس سے (دین) پر کوئی اعتراض نہیں آتا۔ اور اگر وہ باتیں سچی ہیں تو (دین) کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر (-) کے فساد کرنے کی کیا وجہ ہے؟ پھر فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ سرکاری افسر تھا مگر وہ جلسے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا مر گیا اس پر اے......! تم کیوں غصہ کرتے ہو؟‘‘

(ماخوذ از تحریک شدھی ملکانہ۔ انوار العلوم جلد7 صفحہ 192)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب حضرت مسیح موعود کے ایک نہایت ہی مخلص (رفیق) گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’احمدیت سے پہلے وہ وہابیوں کے مشہور عالم تھے اور ان میں انہیں بڑی عزت حاصل تھی۔ جب احمدی ہوئے تو باوجود اس کے کہ ان کے گزارے میں تنگی آ گئی پھر بھی انہوں نے پرواہ نہ کی اور اسی غربت میں دن گزار دیئے۔ بہت ہی مستغنی المزاج آدمی تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کوئی عالم ہیں بلکہ بظاہر انسان یہی سمجھتا تھا کہ یہ کوئی بہت ہی مزدور پیشہ یا کمّی ہیں۔ بہت ہی منکسر طبیعت کے آدمی تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے ان کا ایک لطیفہ ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود جب سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں سخت مخالفت ہوئی تو اس کے بعد جب آپ واپس آئے تو مخالفوں کو جس جس شخص کے متعلق پتا لگا کہ یہ احمدی ہے اسے سخت تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ مولوی برہان الدین صاحب بھی حضرت مسیح موعود کو ٹرین پر سوار کرا کے سٹیشن سے واپس جا رہے تھے کہ لوگوں نے ان پر گوبر اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیا اور ایک نے تو گوبر آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ مگر وہ بڑی خوشی سے اس تکلیف کو برداشت کرتے گئے اور جب بھی ان پر گوبر پھینکا جاتا تو بڑے مزے سے کہتے کہ ’’ایہہ دِن کِتھوں، اے خوشیاں کِتھوں‘‘۔ اور بتانے والے نے بتایا کہ ذرا بھی ان کی پیشانی پر بل نہ آتا۔ غرض اس کے مختلف وَرژن ہیں۔ مختلف بیان ہیں۔ لیکن بہرحال اصل الفاظ یہ نہ بھی ہوں تو مطلب یہی ہے کہ انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ ان کے ماتھے پر کوئی بل نہیں آیا اور اس کو یہ سمجھا کہ اس مخالفت کی وجہ سے جو مجھ پر ہو رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بہرحال فرماتے ہیں کہ غرض بہت ہی مخلص انسان تھے۔ وہ اپنے احمدی ہونے کا موجب ایک عجیب واقعہ سنایا کرتے تھے۔ احمدی گو وہ کچھ عرصہ بعد میں ہوئے ہیں مگر انہوں نے دعویٰ سے بہت ہی پہلے حضرت مسیح موعود کو شناخت کر لیا تھا۔ درمیان میں کچھ وقفہ پڑ گیا۔ انہوں نے ابتدا میں جب حضرت مسیح موعود کا ذکر سنا تو پیدل قادیان آئے۔ یہاں آ کر پتا لگا کہ حضرت مسیح موعود گورداسپور تشریف لے گئے ہیں۔ شاید کسی مقدمے میں پیشی تھی یا کوئی اور وجہ تھی۔ مجھے صحیح معلوم نہیں۔ آپ فوراً گورداسپور پہنچے۔ وہاں انہیں حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم ملے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود کے ایک دیرینہ خادم اور دعویٰ سے پہلے آپ کے ساتھ رہنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود ذیل گھر میں یا کہیں اور ٹھہرے ہوئے تھے اور جس کمرے میں آپ مقیم تھے اس کے دروازے پر چِک پڑی ہوئی تھی۔ مولوی برہان الدین صاحب کے دریافت کرنے پر حافظ حامد علی صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود اپنے کمرے میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے (مولوی برہان الدین صاحب نے) کہا مَیں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حافظ صاحب نے کہا حضرت مسیح موعود نے مصروفیت کی وجہ سے منع کیا ہے اور حکم دے رکھا ہے کہ آپ کو نہ بلایا جائے۔ مولوی صاحب نے منتیں کیں۔ کسی طرح ملاقات کروا دو۔ مگر حافظ صاحب نے کہا میں کس طرح عرض کر سکتا ہوں جبکہ آپ نے ملنے سے منع کیا ہوا ہے۔ لیکن آخر بہت سی منتوں کے بعد انہوں نے حافظ صاحب سے اتنی اجازت لے لی کہ وہ حضرت مسیح موعود کی چِک سے جھانک کر زیارت کر لیں۔ یا یہ کہ ان کی نظر بچا کر انہوں نے دیکھ لیا۔ بہرحال حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اس وقت مجھے تفصیل یاد نہیں۔ وہ اس کمرے کی طرف گئے جس میں حضرت مسیح موعود تھے اور چِک اٹھا کر جھانکا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود ٹہل رہے ہیں۔ اس وقت آپ کی دروازے کی طرف پشت تھی اور بڑی تیزی سے دیوار کی دوسری طرف جا رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی یہ عادت تھی جب آپ کتاب، اشتہار یا کوئی مضمون لکھتے تو بسا اوقات ٹہلتے ہوئے لکھتے جاتے اور آہستہ آواز سے اسے ساتھ ساتھ پڑھتے بھی جاتے۔ اس وقت بھی حضرت مسیح موعود کوئی مضمون لکھ رہے تھے اور بڑی تیزی سے ٹہلتے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ دیوار کے قریب پہنچ کر جب حضرت مسیح موعود واپس مڑنے لگے تو مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں وہاں سے بھاگا تا آپ کہیں مجھے دیکھ نہ لیں۔ حافظ حامد علی صاحب نے یا کسی اور نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ حضرت مسیح موعود کی زیارت کر لی۔ وہ کہنے لگے بس پتا لگ گیا اور پنجابی میں کہنے لگے کہ جیڑا کمرے وِچ اینا تیز تیز چلدا اے اس نے کسی دور جگہ ہی جانا ہے۔ یعنی جو کمرے میں اس قدر تیز چل رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منزل مقصود بہت دور ہے اور اسی وقت آپ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ آپ دنیا میں کوئی عظیم الشان کام کر کے رہیں گے۔‘‘

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ’’یہ ایک نکتہ ہے مگر اس کو نظر آ سکتا ہے جسے روحانی آنکھیں حاصل ہوں۔ وہ اس وقت بغیر حضرت مسیح موعود سے کوئی بات کئے چلے گئے۔ مگر چونکہ یہ بات دل میں جم چکی تھی اس لئے جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی اور پھر اس قدر اخلاص بخشا کہ انہیں کسی کی مخالفت کی پرواہ ہی نہ رہی۔‘‘

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’تیزی کے ساتھ کام کرنے سے اوقات میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔‘‘ اور پھر آپ نے فرمایا کہ ’’بچوں کو جلدی کام کرنے اور جلدی سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ مگر جلدی سے مراد جلد بازی نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر تیزی سے کام کرنا ہے۔ جلد باز شیطان ہے۔ لیکن سوچ سمجھ کر جلدی کام کرنے والا خدا تعالیٰ کا سپاہی ہے۔‘‘ یہ سستی بہت سوں میں پیدا ہوتی ہے کہ آرام کر لیں، بعد میں کام کر لیں گے تو پھر ہمیشہ کام لیٹ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس صرف بچوں کی بات نہیں ہے۔ بڑوں اور عہدیداروں کو بھی اپنے کاموں میں تیزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہم اس مسیح

کے ماننے والے ہیں جنہوں نے وقت کو بڑی قدر کرتے ہوئے استعمال کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً بھی فرمایا کہ ان کا وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ پس ہمیں اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ دن بھر گھر کے اندر کام کرتے لیکن روزانہ ایک دفعہ سیر کے لئے ضرور جاتے۔“ (تحریر، تقریر، ملاقاتیں یہ سارے کام ہوتے لیکن سیر کے لئے ضرور جاتے۔) اور چوہتر پچھتر برس کی عمر کے باوجود سیر پر اس قدر باقاعدگی رکھتے۔ (اب آپ نے عمر یہاں اندازاً (بیان) فرمائی ہے۔ اس میں بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو عادت پڑ جاتی ہے کہ یہاں حوالہ سن لیا تو پھر بحث شروع ہو جائے گی یہ تہتر سال تھی یا چوہتر سال تھی یا پچھتر سال تھی اندازاً حضرت مصلح موعود بیان فرما رہے ہیں تو بہرحال فرماتے ہیں کہ اتنی عمر کے باوجود سیر پر اس قدر باقاعدگی رکھتے) ”کہ آج وہ ہم سے نہیں ہو سکتی۔ ہم بعض دفعہ سیر پر جانے سے رہ جاتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود ضرور سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔“ (آپ نے فرمایا) ”کھلی ہوا کے اندر چلنا پھرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا دماغ کے لئے مفید ہوتا ہے اور جب تحریک جدید کے بورڈر، (بورڈرز کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں) کھلی ہوا میں رہ کر مشقت کا کام کریں گے تو جہاں ان کی صحت اچھی رہے گی وہاں ان کا دماغ بھی ترقی کرے گا اور وہ دنیا کے لئے مفید وجود بن جائیں گے۔“ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 836 تا 839)

پس آجکل کھلی فضا میں کھیلنے کی طرف بھی بچوں اور نوجوانوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور توجہ دلانے کی ضرورت بھی ہے اور جامعات کے طلباء کے لئے تو خاص طور پر کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ باہر کھیلنا لازمی قرار دیا جانا چاہئے۔ آجکل ٹی وی اور اس سے متعلقہ کھیلوں نے جو باہر کی ورزشیں ہیں ان کو بالکل بند کر دیا ہے۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو بہرحال سیر اور کھیلیں ہونی چاہئیں۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ موت سے ڈرنے والوں کو دشمن ڈراتا ہے، آپ نے حضرت مسیح موعود کے اس واقعہ کو جو مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کا ہے اُسے اس رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ ”حضرت مسیح موعود جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو (-) نے فتویٰ دے دیا کہ جو شخص مرزا صاحب کے پاس جائے گا یا ان کی تقریروں میں شامل ہو گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ یہ کافر اور دجال ہیں۔ ان سے بولنا، ان کی باتیں سننا اور ان کی کتابیں پڑھنا بالکل حرام ہے بلکہ ان کو مارنا اور قتل کرنا ثواب کا موجب ہے“۔ تو (-) کی یہ بات کوئی نئی نہیں ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔) مگر آپ کی موجودگی میں انہیں فساد کی جرأت نہ ہوئی (کیونکہ اس وقت وہاں پولیس کا بھی پہرا تھا اور سرکاری افسر بھی تھے اور لوگ بھی کافی تھے اس لئے اس وقت تو فساد کی جرأت نہ ہوئی) کیونکہ چاروں طرف سے احمدی جمع تھے۔ انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ان کے جانے کے بعد فساد کیا جائے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود وہاں سے روانہ ہوئے اور گاڑی میں سوار ہوئے تو دور تک آدمی کھڑے تھے جنہوں نے پتھر مارنے شروع کر دیئے مگر چلتی گاڑی پر پتھر کس طرح لگ سکتے تھے۔ شاذ و نادر ہی ہماری گاڑی کو کوئی پتھر لگتا۔ وہ مارتے تو ہم کو تھے اور لگتا ان کے کسی اپنے آدمی کو جا کے تھا۔ پس ان کا یہ منصوبہ تو پورا نہ ہو سکا۔ باقی احمدی جو حضرت مسیح موعود کی وجہ سے وہاں جمع تھے ان میں سے کچھ تو ارد گرد کے دیہات کے رہنے والے تھے جو آپ کی واپسی کے بعد ادھر ادھر پھیل گئے اور جو تھوڑے سے مقامی احمدی رہ گئے یا باہر کی جماعتوں کے مہمان تھے ان پر مخالفین نے سٹیشن پر ہی حملے شروع کر دیئے۔ ان لوگوں میں سے جن پر حملہ ہوا ایک مولوی برہان الدین صاحب بھی تھے۔ (ان کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔) مخالفوں نے ان کا تعاقب کیا۔ پتھر مارے اور برا بھلا کہا (اور پھر وہی واقعہ ایک دکان میں لے جا کے ان کے منہ میں گوبر ڈالا گیا۔ تو یہ بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں تو جب مولوی صاحب کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی تھی ظلم ہو رہا تھا) تو بجائے اس کے کہ مولوی صاحب گالیاں دیتے یا شور مچاتے۔ جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے بیان کرتے ہیں کہ وہ بڑے اطمینان اور خوشی سے یہ کہتے جاتے تھے کہ سبحان اللہ یہ دن کسے نصیب ہوتا ہے۔ یہ دن تو اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے آنے پر ہی نصیب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس نے مجھے یہ دن دکھایا۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر میں جو لوگ حملہ کر رہے تھے ان کے نفس نے ملامت کی اور وہ شرمندگی اور ذلت سے آپ کو چھوڑ کے چلے گئے۔ تو بات یہ ہے کہ جب دشمن دیکھتا ہے کہ یہ لوگ موت سے ڈرتے ہیں تو کہتا ہے آؤ ہم انہیں ڈرائیں“۔
(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583-582)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ شیطان اپنے اولیاء کو ڈراتا ہے۔ پس جب کوئی شخص ڈرتا ہے تو دشمن سمجھتے ہیں کہ یہ شیطانی آدمی ہے۔ لیکن اگر وہ ڈرتا نہیں بلکہ ان حملوں اور تکلیفوں کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتا ہے اور کہتا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے یہ عزت کا مقام عطا فرمایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں اس کی خاطر ماریں کھا رہا ہوں تو دشمن مرعوب ہو جاتا ہے اور آخر اس میں ندامت پیدا ہو جاتی ہے۔

مولوی برہان الدین صاحب کے تعلق میں ایک اور واقعہ بھی ہے۔ ”مولوی برہان الدین صاحب (جیسا کہ بتایا گیا) حضرت مسیح موعود کے بہت مخلص (رفیق) تھے۔ نہایت خوش مذاق آدمی تھے۔ انہی کی وفات اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو مدرسہ احمدیہ کے قیام کا خیال پیدا ہوا تھا (جو بعد میں پھر جامعہ احمدیہ بن گیا۔ تو فرماتے ہیں کہ) وہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے پاس آئے اور ذکر کیا کہ میں نے خواب میں اپنی فوت شدہ ہمشیرہ کو دیکھا ہے۔ وہ مجھے ملی ہے۔ میں نے اسے پوچھا کہ بہن بتاؤ وہاں تمہارا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی خدا نے بڑا فضل کیا ہے مجھے اس نے بخش دیا اور اب میں جنت میں آرام سے رہتی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ بہن وہاں کرتی کیا ہو؟ وہ کہنے لگی یہ بھی لطیفہ ہے۔ کہنے لگی بیر بیچتی ہوں۔ مولوی برہان الدین صاحب کہنے لگے میں نے خواب میں ہی کہا۔ 'بہن ساڈھی قسمت وی عجیب اے، سانوں جنت دے وچ وی بیر ای ویچنے پئے'۔ ان کے خاندان میں چونکہ غربت تھی اس لئے خواب میں بھی ان کا خیال ادھر گیا۔ حضرت مسیح موعود نے یہ رؤیا سن کر فرمایا مولوی صاحب! اس کی تعبیر تو اور ہے مگر خواب میں بھی آپ کو تمسخر ہی سوجھا اور آپ کو مذاق کرنا نہ بھولا۔ (کیونکہ مذاق کیا کرتے تھے۔) حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ بیر درحقیقت جنتی پھل ہے اور اس سے مراد ایسی کامل محبت ہوتی ہے جو لازوال ہو۔ کیونکہ سِدْرَةٌ لازوال الٰہی محبت کا مقام ہے۔ پس اس کی تعبیر یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت لوگوں میں تقسیم کرتی ہوں تو بہن کا مطلب یہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت لوگوں میں تقسیم کرتی ہوں۔ (پھر آپ وضاحت میں فرماتے ہیں) غرض مومن تو کسی جگہ رہے اسے کام کرنا پڑے گا یعنی یہ نہیں کہ مرنے کے بعد جنت میں چلے گئے تو صرف آرام ہی آرام ہے۔ کام کرنا پڑے گا جیسا کہ ان کی ہمشیرہ نے انہیں بتایا کہ میں کیا کام کرتی ہوں اور اگر کسی وقت کسی کے ذہن میں یہ آیا کہ اب آرام کا وقت ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اس نے اپنے ایمان کو کھو دیا کیونکہ جس بات کو (-) نے ایمان اور آرام قرار دیا ہے وہ تو کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ (-) (الانشراح: 9-8)۔ کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اور زیادہ محنت کرو اور اپنے رب کی طرف دوڑ پڑو۔ یہ نکتہ ہے جسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تمہارے لئے ان معنوں میں کوئی آرام نہیں جسے دنیا کے لوگ آرام کہتے ہیں۔ لیکن جن معنوں میں قرآن کریم آرام کا وعدہ کرتا ہے اسے تم آسانی سے حاصل کر سکتے ہو۔ دنیا جن معنوں میں آرام کا مطلب لیتی ہے وہ یقیناً غلط ہے اور ان معنوں سے جس شخص نے آرام کی تلاش کی وہ اس جہان میں بھی اندھا رہے گا اور آخرت میں بھی اندھا اٹھے گا“۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 613-612)

پس مومن کا کام ہے کہ اپنے آپ کو کام میں مصروف رکھے۔ ایک ہدف کو حاصل کر کے دوسرے ٹارگٹ کی تلاش کے لئے کمر بستہ ہو جائے اور یہی انفرادی اور قومی ترقی کا نسخہ ہے اور راز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆.....☆.....☆.....☆

مکرم مرزا اطہر بیگ صاحب

ہماری پیاری امی جان محترمہ سیدہ محمودہ رحمٰن صاحبہ

ہماری پیاری امی سیدہ محمودہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب ابن مکرم مرزا غالب بیگ صاحب درویش قادیان 19 جنوری 1956ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک دیندار خاندان میں پیدا ہوئیں۔ آپ مکرم سید طفیل شاہ صاحب کی پوتی اور سید محمد احمد شاہ صاحب اور سیدہ سکینہ بی بی صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ آپ ایک نیک، بلند کردار، مضبوط اور ایثار کرنے والی ماں کی بیٹی تھیں۔ آپ کو بھی یہ تمام خوبیاں اپنی امی سے ورثہ میں ملی تھیں۔

ہماری امی بچپن سے ہی بہت نفیس اور سنجیدہ طبیعت کی مالک تھیں۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی تقویٰ، صبر اور توکل علی اللہ پر قائم رہیں۔ آپ میں حوصلہ، ہمت اور قوت ارادی پائی جاتی تھی۔

آپ نے ہر رشتہ کی ذمہ داریوں کو اپنی زندگی میں نہایت عمدگی سے پورا کیا۔ آپ ایک بہت اچھی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی تھیں۔ کم عمری سے ہی اپنے زور بازو پر دوسروں کی مدد کرنے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ اسی لئے تعلیم کے دوران ہی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوگئیں۔ علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور بہت لائق اور قابل طالبہ رہیں۔ اردو ادب میں خاص دلچسپی رکھتی تھیں۔ بچوں کو انگلش میڈیم تعلیم کی طرف توجہ سے اردو کی درستگی، تحریر اور خوش خطی کی بہت فکر رہتی۔ کوئی بھی تقریری مقابلہ ہوتا آپ کی کوشش ہوتی کہ ہم عنوان کو اتنی اچھی طرح سمجھ لیں کہ خود سے تقریر لکھیں۔ آپ خود بھی مدد کیلئے ہر وقت تیار رہتیں۔

غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی ہمیشہ اپنی استطاعت سے زیادہ مدد کرتی تھیں۔ ہر ایک سے ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ محلے کی غریب لڑکیوں، ملازماؤں اور ان کی رشتہ دار غریب لڑکیوں کی شادیاں کروائیں۔ لڑکیوں کے جہیز بغیر کسی اور کی مدد لئے خود تیار کئے۔ شادی اور رخصتی کے مہمانوں کا انتظام بھی بعض دفعہ اپنے گھر میں کیا۔ کسی بھی جاننے والے یا ہمسائے کی صرف خوشی ہی نہیں بلکہ غم میں بھی برابر کی شریک ہوتیں۔ کوئی بھی فوتگی ہوتی تو مہمان عورتوں کا اپنے گھر میں باپردہ رہائش اور کھانے کا انتظام کرتیں اور فوتگی والے گھر میں بھجواتیں اور جا کر ان کو تسلی دیتیں، غم بانٹتیں۔ بہت ہی مہمان نواز خاتون تھیں۔

رشتہ داروں سے نہایت اچھا سلوک کرتیں۔ آپ کی ایک خالہ کی اولاد نہ تھی اور بیمار تھیں۔ اکثر انہیں اپنے پاس رکھتی تھیں ان کی ہر فرمائش پوری کرتی تھیں۔ ان سے بہت محبت کرتیں تا کہ انہیں کسی قسم کی محرومی کا احساس نہ ہو۔ حالانکہ آپ پر ذمہ داریوں کا پہلے ہی بوجھ تھا۔

ہر ایک سے دعائیں لیتیں۔ ایک فرمانبردار بیٹی تھیں۔ ماں باپ کی سب سے بڑی اولاد ہونے کے سبب ہر وقت اپنے والدین خاص طور پر والدہ کے کام آنے، ان کی خدمت کرنے اور ذمہ داریاں بانٹنے کی فکر میں رہتیں۔ شادی کے بعد خوش قسمتی سے آپ کے شوہر نے بھی ہر نیکی میں آپ کا ساتھ دیا، آپ کی ہمت بڑھائی۔ ہمارے ابو نے امی کی ہر ذمہ داری اور کام میں بھرپور ساتھ دیا اور مالی طور پر کبھی تنگی نہ ہونے دی اور خوشحال رکھا۔

والدہ کی وفات کے بعد اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی شادیاں خود کیں اور آخر دم تک ان کیلئے ماں باپ دونوں کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ کوئی عید ہو یا کوئی اور موقع سب کو اکٹھا کرتیں۔ اپنی ایک بیمار اور دکھی بہن کو آخری وقت تک اپنے پاس رکھا اور سنبھالا جو ایک مشکل کام تھا۔ وہ صرف ہماری نہیں بلکہ بہت سارے لوگوں کی ماں تھیں۔ ہر ایک عزیز دوست کے ساتھ ایسے پیش آتیں کہ ہر ایک سمجھتا جیسے آپ اسے ہی سب سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں، اپنی عمر سے زیادہ بُردبار نظر آتی تھیں۔ عبادت بہت ذوق وشوق سے کرتیں۔ بچوں کی عمدہ پرورش کی۔ ابو کو ویزہ کی کچھ قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے سولہ سال ملک سے دور رہنا پڑا اور اس دوران امی نے انتہائی صبر، وفا شعاری، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرکے وقت گزارا۔ اس وقت میں امی نے ہمارے لئے ماں اور باپ دونوں کے فرائض بخوبی ادا کئے۔ یہی نہیں بلکہ تین بچیوں کو باقاعدہ مستقل گھر رکھ کے ان کی آخری وقت تک تعلیم وتربیت کی۔ ان لڑکیوں سے بہت پیار کرتیں۔ خود تیار کرکے سکول بھیجتیں۔ دین کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام کرتیں۔ بلا مبالغہ اپنی اولاد سے زیادہ صرف اللہ کی خوشی کی خاطر انہیں پیار کرتیں، ان کا خیال رکھتیں۔ ان کیلئے ہمیشہ نئے کپڑے سلواتیں۔ ہمیں ہمیشہ سمجھاتیں کہ ماں کے بغیر رہنے والے بچے بہت حساس ہوتے ہیں اس لئے ان کے جذبات کا ہمیں ہر طرح سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ کتنا مشکل کام تھا ایک وقت میں اتنے سارے لوگوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ امی کو ہر کام میں کامیاب کیا اور ہر ذمہ داری میں سرخرو کیا۔ آپ نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے بھی ہمیشہ حسن سلوک کیا۔ آپ کا دل ہر ایک کیلئے شیشے کی طرح صاف تھا۔ منفی کو بھی مثبت بنا لیتی تھیں۔

روزے پابندی سے رکھتی تھیں۔ عبادت کا خاص اہتمام ہوتا۔ نماز، قرآن اور نوافل باقاعدگی اور بہت ذوق سے ادا کئے جاتے۔ غریبوں کے گھروں میں رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی راشن ڈال دیتیں اور اپنے بچوں کو بھی زندگی میں ایسے نیک کام کی ہدایت دیتی رہتیں۔ سحر وافطار میں بھی خاص کوشش ہوتی کہ کسی کو روزہ رکھوانے یا افطار کروانے کی سعادت نصیب ہوجائے۔ انسان تو انسان چرند پرند کا بھی خاص خیال ہوتا۔ کبھی نماز فجر کے بعد گھر کی چھت پر جمع ہونے والے پرندوں کو کچھ نہ کچھ توڑ کر کھلاتی نظر آتیں تو کبھی ہمارے گھر کے پیچھے دروازے کی طرف خالی میدان میں شام کو آنے والی بکریوں کو پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے ڈال رہی ہوتیں۔ ہمیشہ کہتیں کہ ضائع کرنے کی بجائے کوئی دانہ بھی کسی کے کام آجائے تو بہتر ہے۔

پردے کی بہت پابند تھیں۔ ہم نے آخری وقت تک آپ کو سر چادر یا بڑے سے دوپٹے سے گھر میں ڈھانپے دیکھا۔ بلکہ آپ کی تربیت کی وجہ سے گھر کی سب خواتین ولڑکیاں ہمیشہ سر پر چادر اوڑھے رکھتیں حالانکہ گھر میں صرف سگے بھائی ہی ہوتے تھے۔ قرآن اور حدیث سے خاص شغف تھا۔ انبیاء کے واقعات اکثر شوق سے سناتیں۔ جب بھی کسی اچھے کام کی تلقین کرتیں تو بزرگوں کی زندگیوں کے واقعات اور حدیث وسنت نبویؐ سے مثالیں دیتیں۔ ہمیں عربی سکھانے کا خاص انتظام کیا۔ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلوانے کی کوشش میں رہتیں۔ قرآن کا لفظی ترجمہ سکھانے کا خاص طور پر انتظام کیا۔ خلافت سے ہمیشہ گہرا تعلق رکھا اور بچوں کا خاص تعلق بھی پیدا کیا۔ باقاعدگی سے حضور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتیں اور بچوں سے بھی لکھواتیں۔ آپ کی نصائح میں سب سے اہم نصیحت خلافت سے گہری وابستگی رہی۔ وقف نو کی تحریک کا آغاز ہوا تو آپ نے خاکسار کو وقف نو کی تحریک میں پیش کیا اور بہت یا شاید سب سے زیادہ مجھے لاڈ اور پیار کرتیں اور کہتیں کہ میں نے تمہیں جماعت کی خدمت کیلئے وقف کیا ہے اور خاکسار اب بحیثیت واقف زندگی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں خلیفۃ المسیح کے قدموں میں خدمت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اپنے باقی بچوں کو بھی جماعت کی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ چندہ باقاعدگی سے اور وقت سے پہلے ادا کرتیں اور کوشش ہوتی کہ پہلے سے بڑھ کر وعدہ جات لکھوائیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے آپ کے بچوں نے چندہ جات کی ادائیگیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رکھی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو آخری دم تک ہم کو نبھانے کی توفیق دے۔ آمین

آپ گورنمنٹ ٹیچر تھیں اور ساری زندگی نہایت ایمانداری سے اپنے شعبے کے فرائض انجام دیئے۔ ہمارے مالی حالات ہمیشہ بہت اچھے رہے اس لئے امی نے کبھی ضرورتاً ملازمت نہیں کی اور اپنی تنخواہ ساری زندگی کسی نہ کسی نیک کام کیلئے وقف رکھی۔ انہوں نے حقیقتاً کبھی کسی محنت کو عار نہ سمجھا۔ ملازمت کے دوران آپ نے اپنے سکول کے بہت سے غریب بچوں کی تعلیم، مستقل کتابوں، فیسوں اور کپڑوں کا خرچ اٹھائے رکھا۔ آپ نے بہت سی مجبور عورتوں کو باعزت ذریعہ معاش دلوایا بہت سے بچوں کے والدین کو روزگار دلوایا۔ ہمیں یاد ہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا آپ کو باجی کہتا تھا۔

امی کو چھوٹے بچوں سے بہت پیار اور انسیت تھی۔ کسی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتی تھیں۔ کوئی مصیبت میں ہوتا اس کی بڑھ چڑھ کر مدد کرتیں۔

آپ نے ہمت، صبر اور بہادری سے بیماری کا مقابلہ کیا اور آخری وقت میں بھی گھر اور بچوں کے کام کاج میں مصروف رہیں۔ عبادت اور دعاؤں میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہتیں۔ جب ہسپتال علاج کیلئے جاتیں تو گھر سے بیمار بچوں اور غریب عورتوں کیلئے کھانا بنوا کرلے جاتیں۔ ہسپتال جا کر سب سے پہلے انہیں کھانا کھلاتیں۔ ڈاکٹر بتاتے کہ اپنی بیماری سے زیادہ آپ کو دوسروں کی خاص طور پر بیمار بچوں کی تکلیف کی فکر ہوتی۔ ہر ایک کے پاس جا جا کر ان کی عیادت کرتیں ان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتیں اور اس دوران ان کی ضروریات کا اندازہ لگاتیں اور جہاں تک ہوتا پوری کرتیں۔ اپنی زندگی کی آخری عیدالاضحی تک باقاعدگی سے سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے قربانی کا اہتمام کرتی رہیں۔ صدقہ وخیرات کثرت سے کرتیں۔ ایک دن کیلئے بھی آپ کو آخر تک کسی کی خدمت کی ضرورت نہ پڑی نہ ہی مدد چاہی۔ اپنے سمدھی رشتہ داروں کی بہت عزت کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو بیشمار فضلوں سے نوازا۔ آپ کو زندگی میں کسی چیز کی یا محرومی نہ ہوئی۔ ایک مکمل اور خوشحال زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی آپ کو بہترین دی۔ آپ کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ آپ کا بڑا بیٹا مرزا بشارت بیگ جرمنی میں اور دو بیٹے مرزا ارشد بیگ اور خاکسار لندن میں اور بیٹی درشہوار کینیڈا میں مقیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اپنی امی کے منہ سے ساری زندگی آخری دم تک تکلیف کا احساس یا مایوسی کے کلمات نہ سنے اور آپ 16 مارچ 2005ء کی صبح ہمیشہ کیلئے ہم سے دور ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، آپ کی مغفرت کرے اور ہمیشہ ہماری پیاری امی سے پیار کا سلوک کرے اور اپنے پیارے بندوں میں رکھے۔ آمین

☆☆..........☆☆..........☆☆

جرمن و پاکستانی ہومیوپیتھک ادویات
ودیگر سامان رعایتی قیمت پر

سیل بند پوٹینسی	30x/6	2000	1000
30 ایم ایل قطرے	40/-	45/-	50/-
30 گرام گولیاں	30/-	30/-	30/-

ہومیوپیتھک ادویات وعلاج کیلئے با اعتماد نام

عزیز ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور ربوہ

ڈگری کالج روڈ رحمٰن کالونی ☆ راس مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک

0333-9797797 ☆ 0333-9797798

047-6211399 ☆ 047-6212399

درخواست دعا

مکرم حافظ عبدالباری صاحب دارالنصر غربی منعم ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نانی محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر محمد خان صاحب مرحوم گزشتہ پانچ سال سے ایک تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہیں۔اس وقت طبیعت بہت خراب ہے، لندن کے سینٹ جارجز ہسپتال میں داخل ہیں۔درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

مکرم طارق جاوید صاحب سیکرٹری وقف نو ضلع چنیوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا بیٹا عریف احمد بعمر 11 سال شدید علیل ہے اور مسلسل بے ہوشی کی حالت میں ہے۔ اس وقت زبیدہ بانی ونگ فضل عمر ہسپتال کے CCU میں زیر علاج ہے۔احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اس کو محض اپنے فضل سے شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔آمین

مکرم رانا رفیق احمد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع خوشاب تحریر کرتے ہیں۔

مکرم منور اقبال مجوکہ صاحب امیر ضلع خوشاب کا مورخہ 29 مارچ 2015ء کو ہرنیہ کا آپریشن مریم میڈیکل ربوہ میں ہوا ہے۔احباب سے آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے بچنے اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عطیہ خون خدمت بھی عبادت بھی

قوموں کی اصلاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ ”قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی“ الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ بھی نوجوانوں کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نوجوانوں کو اس کے مطالعہ کی عادت ڈالئے اور قوموں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

تحریک عطیہ چشم میں حصہ لیں

ربوہ میں طلوع وغروب یکم اپریل

طلوع فجر	4:35
طلوع آفتاب	5:55
زوال آفتاب	12:13
غروب آفتاب	6:30

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

یکم اپریل 2015ء

6:20 am	گلشن وقف نو
9:50 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 7 ستمبر 2012ء
2:00 pm	سوال و جواب
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جون 2009ء
8:10 pm	دینی وفقہی مسائل
10:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے

البشیرز — اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیچ جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز ربوہ
فون شوروم: 0300-4146148
047-6214510-049-4423173

احمد ٹریولز انٹرنیشنل — گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,
Sheets &Coil
JK STEEL
Lahore

ہوزری کی دنیا میں بلند مقام ہے — لائل پور فیصل آباد کا پرانا نام ہے
لائل پور ہوزری سٹور
کارنر جھنگ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
طالب دعا: چوہدری منور احمد ساہی: 0412619421

وردہ فیبرکس — آئیں اور فائدہ اٹھائیں
لان ہی لان - آپ کی سہولت کے لئے پہلی دفعہ آپکو لان ملے گی 1P,2P,3P,4P فیکٹری ریٹ پر
چیمہ مارکیٹ ربوہ 0333-6711362

لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر
گھر کی تمام تقریبات کی ویڈیو اور فوٹو گرافی لیڈی مووی میکر اینڈ فوٹو گرافر سے کروائیں۔
سپاٹ لائیٹ ویڈیو اینڈ فوٹو 27/4 دارالنصر غربی ربوہ
0300-2092879, 0333-3532902

تمام۔پرانی پیچیدہ اور ضدی امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0476-211510, 0344-7801578

خوشخبری
ٹاپ برانڈز ڈیزائنرز سوٹ فور سیزن دستیاب ہیں
انصاف کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ۔ربوہ فون شوروم: 047-6213961

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

خالص سونے کے نگینوں اور دیدہ زیب زیورات بنوانے کے لئے تشریف لائیں
داؤد جیولرز لاہور
ہمارے ہاں نئے و پرانے زیورات کی خرید و فروخت بھی کی جاتی ہے
دکان پر تشریف لانے سے پہلے فون کرلیں 0321-4441713

شوز سیل میلہ
لیڈیز و بچگانہ ورائٹی -/250 روپے
مردانہ ورائٹی -/350 روپے
سکول شوز -/350 روپے
نیز لیڈیز برقعہ اور کوٹ بھی دستیاب ہے
رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ
0476213835

عمر اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
278-H2 مین بلیوارڈ جوہر ٹاؤن لاہور
چیف ایگزیکٹو: چوہدری اکبر علی
0300-9488447
042-35301547,35301548
042-35301549,35301550
E_mail:umerestate786@hotmail.com

Education Concern
Study Abroad
Get Admission in Top Level Universities / Colleges / Schools in UK, USA, Canada, Australia, New Zealand, Malaysia, Ireland, Holland & China.
IELTS™
English for International Opportunity
ITTC Training & Testing Center
Training By Qualified Teachers
International College of Languages
ICOL
Visit / Settlement Abroad:
→ Jalsa Visa
→ Apeel Cases
→ Visit / Business Visa.
→ Family Settlement Visa.
→ Supper Visa for Canada.
Education Concern® (British Council Trained Education Consultant)
67-C, Faisal Town, Lahore
042-35162310 / 35177124 / 0302-8411770/0331-4482511
www.educationconcern.com
info@educationconcern.com
Skype ID: counseling.educon

ربوہ آئی کلینک
اوقات کار: موسم سرما: یکم نومبر تا 31 مارچ صبح 10 تا 1 بجے، 5 تا 7 بجے تک — موسم گرما: یکم اپریل تا 31 اکتوبر صبح 10 تا 2 بجے دوپہر، شام 5 تا 7 بجے تک
چھٹی بروز جمعۃ المبارک
برائے رابطہ فون نمبر: 047-6211707
047-6214414-0301-7972878

MULTICOLOR
INTERNATIONAL
SPECIALIST IN ALL KINDS OF:
Printing & Advertising
Email: multicolor13@yahoo.com
Cell: 920321-412 1313, 0300-8080400
www.multicolorint.com

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
بالمقابل ایوان محمود ربوہ — گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک با اعتماد ادارہ
Tel:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

Lets Fly Air International
پوری دنیا کے لئے Domestic اور International ٹکٹس Reservation کی سہولت
اور ہر طرح کی ٹکٹس کی Reconfirmation کی سہولت موجود ہے۔
دنیا کے تمام ممالک کے لئے Hotel Booking اور Health Insurance کی جاتی ہے
Toefl, Ielts, City and guids (Esol) کی رجسٹریشن کی سہولت میسر ہے۔
نیز Deawoo Express کی ٹکٹس دستیاب ہیں۔
College Road, Near Aqsa Chowk (Rabwah)
0336-5004501, 0334-6204170, 047-6211528-29
Email:letsflyair@hotmail.com

FR-10

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود اظہر
03000660784
047-6215522